بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصہ خطبہ جمعہ 26 نومبر 2021ء بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دربار میں قرآنِ کریم کا علم رکھنے والوں کا بہت درجہ تھا بیشک وہ نوجوان ہوں یا بڑی عمر کے ہوں۔ ایسا ایک نوجوان حر بن قیس تھا جو اپنے قرآن کے علم کے باعث آپ کے دربار میں آپ کے قریب بیٹھتا تھا۔ ایک مرتبہ ان کا ایک رشتہ دار باہر سے آیا جس کا نام اوعینہ تھا۔ انہوں نے حر بن قیس سے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دربار میں پیشی کی اجازت حاصل کرو۔ جب وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا تو اس نے آپ سے کہا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہے کہ نہ آپ لوگوں کو مال دیتے ہیں اور نہ انصاف سے فیصلہ کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصہ میں آگئے۔ لیکن اس سے پہلے کہ آپ کچھ کرتے اس نوجون حر بن قیس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے قرآنِ کریم میں فرمایا تھا کہ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ یعنی عفو اختیار کرا ور معروف کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔ اور یہ شخص اوعینہ جاہلوں میں سے ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رک گئے اور کچھ نہیں کہا۔ آپ کتاب اللہ کو سن کر رک جاتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المال کی حفاظت میں بہت پابندی کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے دودھ پیا تو آپ کو بہت پسند آیا۔ آپ نے اس شخص سے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے۔ جب آپ کو علم ہوا کہ دودھ زکوٰۃ کے اونٹوں سے آیا ہے تو آپ نے فوراً قے کرکے نکال دیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق ایک واقعہ بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق مسلمانوں کو دولت دی عزت دی لیکن وہ اپنے دین سے ہرگز غافل نہیں ہوئے۔ حضرت عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ دوپہر میں بیٹھا ہوا تھا اور باہر شدید گرمی تھی جس میں باہر نکلنا مشکل تھا۔ ایسے میں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو باہر دیکھا تو میں گھبرا کر باہر نکلا اور آپ سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیت المال کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا جسکی تلاش میں میں باہر نکلا ہوں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت کے مؤمنین کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "وہ لوگ تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے"۔ اس کا یہ مطلب ہے وہ تختوں پر ہوں گے لیکن وہ سست نہ ہو جائیں گے بلکہ بیدار ہونگے اور لوگوں کے حقوق پورا کرینگے۔ آپ کے انصاف کے متعلق یہ واقعہ ملتا ہے کہ ایک مرتبہ مصر کا ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور کہا کہ میں ظلم سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے اچھی پناہ ڈھونڈی ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ)یعنی مصر کے سربراہ(کے بیٹے سے دوڑ کا مقابلہ کیا۔ جب میں دوڑ میں اس سے آگے نکل گیا تو وہ مجھے کوڑے مارنے لگا اور کہا کہ میں معزز شخص کا بیٹا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور بیٹے کے ساتھ مدینہ میں حاضر ہونے کیلئے کہا۔ جب وہ لوگ آگئے تو آپ نے اس مصری سے کہا کہ کوڑا لو اور حضرت عمرو بن العاص کے بیٹے کو مارو۔ اور ساتھ آپ یہ کہتے تھے کہ معزز شخص کے بیٹے کو مارو۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصری سے کہا کہ اب اس کے والد یعنی حضرت عمرو بن العاص رضی ا للہ عنہ کو کوڑے مارو۔ اس شخص نے کہا کہ مجھے ان کے بیٹے نے کوڑے مارے تھے اور میرا بدلہ پورا ہو گیا ہے۔ حضرت عمر نے پھر حضرت عمرو بن العاص سے فرمایا کہ تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنا رکھا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد پیدا کیا تھا۔ حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین، نہ مجھے اس واقعہ کا علم تھا اور نہ وہ مصری میرے پاس آیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وسعتِ حوصلہ کا اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر تم میں سے مجھ میں کوئی ٹیڑھا پن دیکھے تو سیدھا کر دے۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر ہم ایسا دیکھیں گے تو اس کو تلوار سے سیدھا کریں گے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے امت میں ایسا شخص بھی پیدا کیا جو عمر کے ٹیڑھے پن کو تلوار سے سیدھا کریگا۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے سب سے پسندیدہ وہ شخص ہے جو میرے عیوب کی اصلاح کرے۔ اسی طرح ایک مرتبہ فرمایا کہ تم میں کوئی خیر نہیں اگر تم ہماری اصلاح نہ کرو اور ہم میں کوئی خیر نہیں اگر ہم تمہاری بات کو نہ سنیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہمارے نبی صلعم کی پیشگوئی تھی کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ پر رکھی گئیں ہیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ اس پیشگوئی کے ظہور سے پہلے آنحضرت صلعم فوت ہو چکے تھے۔۔۔ مگر چونکہ مقدر تھا کہ وہ کنجیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنحضرت صلعم کا وجود ہی تھا۔ اس لئے عالمِ وحی میں حضرت عمر رضی اللہ کا ہاتھ پیغمبرِ خدا صلعم کا ہاتھ قرار دیا گیا۔ یہ عقیدہ ضروری ہے کہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروقِ عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب کے سب واقعی طور پر دین میں امین تھے۔
۔۔۔۔ میرے رب نے مجھ پر یہ ظاہر کہا کہ صدیق اور فاروق اور عثمان رضی اللہ عنہم نیکوکار اور مؤمن تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ نے چن لیا۔